ملن کے پھول کھلے
شازیہ مصطفیٰ
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"بچو پلیز آ جاؤ سب آپ کو پوچھ رہے ہیں۔" مونیا تیسری بار اسے بلانے وہ بھی ڈرتے ڈرتے اندر آئی جو غصہ میں بھری اس کی نگاہ اٹھی تو وہ خفیف سی ہوئی۔

"ان سب سے کہو اتنے سال انہوں نے آ کے کیوں نہیں پوچھا جب ہم بے یار و مددگار تھے پاپا اس دنیا سے چلے گئے تھے۔" ایک سلگتا ہوا طنز کا تیر پھینکا مونیا کے عقب میں امی کے خشمیں اور تاسف بھری نگاہوں نے اسے گھورا تو عنمہ لب بھینچ کے رہ گئی اور دونوں ہاتھوں سے اپنے دکھتے اور بوجھل سر کو تھام کے بیڈ کی بیک کراؤن سے ٹیک لگا لی۔

"میں نے یہی تربیت کی تھی تمہاری گھر میں آئے مہمانوں سے مس بی ہیو کرو عنمہ تم مجھے سب کے سامنے بے عزت کروا رہی ہو۔"

"پلیز امی مجھے ان لوگوں کا سامنا ہی نہیں کرنا اور نہ میں انہیں اپنا رشتہ دار مانتی ہوں۔" دانت پیس کے اندر کے انتشار کو دبانے کی ہی کوشش کر رہی تھی مگر ان سب کو آوازیں سماعتوں پر گراں گزر رہی ایں نے ابھی تک ٹھیک سے اپنے دونوں تایا کی فیملی سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کی تھی جیسے ہی سب آتے کمرے میں بند ہو جاتی تھی۔

"مت بھولو کہ تمہارا خون کا رشتہ ہے۔"

"ایسے ہوتے ہیں خون کے رشتے اپنے چھوٹے بھائی کو گھر سے نکال دیا کیا محبت کرنا اتنا بڑا جرم ہوتا ہے نفرت ہے مجھے ان سب سے۔"

"عنمہ۔" امی کا زوردار تھپیڑ اس کے رخسار پر پڑا تو وہ وحشت زدہ سی گنگ رہ گئی امی نے آج پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مونیا افسردہ سی کمرے سے ہی جانے لگی تو اتنے میں بڑی تائی امی اور چھوٹی تائی امی چلی آئیں امی تو شرمندہ سی ہو کر اپنی آنکھ کی نمی چھپانے لگیں جبکہ عنمہ سر جھکائے رونے لگی۔

"فوزیہ جوان بچی پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات تو نہیں۔" بڑی تائی امی نے عنمہ کو اپنی آغوش میں لیا جو کسمسا کے ان سے دور ہی ہو گئی امی کو عنمہ کا ہر انداز شرمندگی اور ندامت میں مبتلا کر رہا تھا۔

"بھابھی یہ مجھے مجبور کر رہی ہے۔" وہ بھی رو دیں۔

"تم اتنا اس کے پیچھے مت پڑو، بچی ہے ٹھیک ہو جائے گی۔" بڑی تائی امی جز بز سی ہو گئیں کیونکہ عنمہ اپنی ناگواری کا اظہار کرتی ہوئی واش روم میں چلی گئی تھی وہ عنمہ کا رویہ سمجھ رہی تھیں وہ اپنے باپ کا بدلہ ان سب سے لینا چاہ رہی تھی اور امی یہی نہیں چاہتی تھیں کہ وہ ایسا کرے اپنے پاپا سے قریب بھی تو بہت تھی۔

"لگتا ہے آج بھی ہم عنمہ سے ملے بغیر چلے جائیں گے۔" نیمہ بھابھی کو بہت افسوس ہو رہا تھا پھر ان سے بھی وہ ملی ہی کب تھی کتنا سب کزن چاہ رہے تھے کہ وہ ان سب کے درمیان گھل مل جائے۔

"تمہاری تو ہر ایک سے جلدی دوستی ہو جاتی ہے ابھی تک عنمہ سے کیوں نہیں کی۔" بھابھی نے فاکہہ کو مخاطب کیا جو سینٹرل ٹیبل سے لوازمات کے برتن مونیا کے ساتھ مل کر اٹھا رہی تھی۔

"ارے بھابھی ہماری بجو تو بس ذرا فارمل سی رہتی ہیں ویسے دل کی بہت اچھی ہیں۔" مونیا نے جھٹ مداخلت کی۔

"مونیا تم فکر ہی نہ کرو تمہاری بجو کو تو میں چٹکیوں میں منا لوں گی۔" فاکہہ نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ عنمہ چاہے اسے جھڑکے یا مس بی ہیو کرے اس سے دوستی کر کے ہی رہے گی۔

رات تک فوزیہ نے ان سب کو ہی کھانے پر روک لیا تھا فاکہہ اور بھابھی نے کچن سنبھال لیا

تھا رات کو پھر مرد حضرات بھی چلے آئے تو محفل کا حسن دوبالا ہو گیا، عنمہ نے خود کو کمرے میں قید ہی کر لیا تھا، آریان کی نگاہوں نے اسے ہر سمت تلاش کیا جو اول روز سے ہی اس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔

"یہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے آج کل کہاں ہوتے ہیں جو شکل نظر نہیں آتی ہے۔" بابا نے ہال کمرے میں اپنی انٹری دی تو نوجوان پارٹی مودب بن کر بیٹھ گئی فروا نے تو جھٹ ٹی وی آف کر دیا۔

"کل تو تمہیں پارٹی تھی یوں دیر سے آیا آج ابھی تک آفس سے نہیں آیا ہے۔" حمیرا خاتون نے انہیں بتایا۔

ہال کمرے میں بڑے صوفے پر وہ براجمان ہو گئے تھے جبکہ نوجوان پارٹی نے کھسک جانے میں ہی عافیت جانی تھی اب وہاں حماد بھائی نیمہ بھابھی اور چچی جان موجود تھیں۔

"بات کی پھر فوزیہ سے عنمہ کے لئے۔" قدرے توقف کے بعد وہ حمیرا خاتون سے گویا ہوئے جو چونک کے انہیں دیکھنے لگیں۔

"بابا عنمہ ہم سے بات تو کرتی نہیں ہے پھر یہ سب کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔" نیمہ بھابھی کو اعتراض ہوا کیونکہ عنمہ کی سرد خائف طبیعت سے انہیں بہت ہی دکھ ہوتا تھا۔

"وہ بچی ابھی شاک میں ہے آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گی آپ سب بات تو کریں کیونکہ جب تک یہ رشتہ نہیں ہو گا یہ بدگمانی اس کی دور نہیں ہو گی۔" انداز ان کا پرتفکر اور پرسوچ ہی تھا، چچی جان نے امی کو دیکھا تھا کیونکہ دونوں اشاروں کنایوں میں فوزیہ سے عنمہ کے لئے بات تو کر چکی تھیں مگر انہوں نے کوئی مثبت اور خاطر خواہ جواب نہ دیا تھا۔

"بابا آریان سے بھی پوچھ لیں۔" حماد بھائی نے ڈرتے ڈرتے لب کشائی کی کیونکہ وہ خود اپنے بھائی کی طبیعت سے واقف تھے۔

"تمہاری شادی کی تھی تو ہم نے تم سے پوچھا تھا۔" یکدم ہی ان کا جواب سن کے حماد بھائی لب بھینچ کے رہ گئے جبکہ نیمہ بھابھی خفیف سی ہو گئیں شروع سے ہی اس گھر کے فیصلے بابا ہی تو کرتے آ رہے تھے۔

"حماد ٹھیک کہہ رہا ہے آریان کے کان میں تو بات ڈال دیں۔"

"دیکھو مجھے آریان کی ہاں یا ناں سے کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ میں پوچھنا چاہوں گا جو میں نے سوچ لیا ہے وہ ہو گا۔" انہوں نے امی کو دو ٹوک انداز میں اپنا اٹل اور مضبوط فیصلہ سنایا وہ پھر آگے سے کچھ بولی ہی نہ بلکہ ایک تاسف بھری نگاہ ڈال کر رہ گئیں۔

"مجھے ہر صورت میں افسر کے بیوی اور بچوں کو یہاں لانا ہے اور پھر اوپر کا پورشن خالی ہے فوزیہ سے کہنا عنمہ کی شادی کے بعد وہ یہیں شفٹ ہو جائے گی۔" وہ پھر کھڑے ہو گئے کیونکہ ان کے آگے تو بولنے کی مجال کسی میں بھی نہ تھی اسی وقت آریان بلیو جینز پر ہاف وائٹ شرٹ میں تھکا تھکا چلا آیا تھا بابا نے سر سے پیر تک اسے بغور دیکھا وہ کچھ جھینپ سا گیا۔

"کیا بات ہے بابا بڑا تفصیلی جائزہ میرا لے گئے ہیں۔" وہ کاؤچ پر ڈھیلے انداز میں بیٹھا مگر وہاں موجود نفوس کا چہرہ گہری سوچ میں ہی ڈوبا دیکھا۔

"تمہاری خیر نہیں ہے۔" حماد بھائی نے استہزائیہ کہا۔

"آریان پہلے تم کھانا وغیرہ کھا لو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" امی نے نیمہ بھابھی کو اشارے سے چپ کرایا کیونکہ وہ کچھ بولنے ہی

والی تھیں آریان ویسے بھی تھکا ہوا تھا وہ سیدھا اپنے بیڈ روم میں چلا گیا آج کل نیا پروجیکٹ شروع کیا تھا جس پر وہ محنت کر رہا تھا حماد بھائی باہر کے کام سنبھالے ہوئے تھے۔

کھانے وغیرہ سے فارغ ہوا تو امی چلی آئی تھیں آریان کو اچنبھا بھی ہوا تھا مگر امی نے بغیر تمہید کے ہی اس کے گوش گزار کر دی تھی۔

''لیکن امی یہ سب۔'' وہ ہکا بکا رہ گیا امی رکی نہیں تھیں سلا اسے سوچنا کا موقع دے کر کمرے سے ہی نکل گئیں مگر آریان کو بے چین ہی کر گئیں۔

صبح تو وہ بابا سے خود ہی بات کرنے لگ گیا پوری رات سویا جو نہیں تھا ناشتہ کی ٹیبل پر سب ہی موجود تھے۔

''تمہارا اعتراض اس شادی پر ہے یا اس لڑکی پر ہے۔'' بابا نے تنقیدی نگاہوں سے تیکھے چتون اٹھائے جو کھسیایا جھنجھلایا عجیب حلیے سے حلیے میں تھا۔

''آپ سب جانتے ہیں کتنی ابنارمل لڑکی ہے بڑوں سے بات تک تمیز سے نہیں کرتی ہے اور پھر ہمیں دیکھ کر کمرے میں بند ہو جاتی ہے ایسی لڑکی کو آپ بہو بنانا چاہتے ہیں۔'' وہ تو پھٹ ہی پڑا۔

''ابنارمل وہ نہیں شاک کی وجہ سے ہوئی ہے اور تمہیں اس کی برین واشنگ کرنی ہوگی۔''

''بابا میں برین واشنگ سوری بابا مجھے ایسی لڑکی کو بیوی نہیں بنانا۔'' وہ سرد سی آہ میں گویا ہوا۔

''فیصلہ ہم کر چکے ہیں اور ہوگا بھی وہی۔''

''بابا پلیز سوچیں تو۔'' وہ کھڑا ہی گیا مگر بابا نے اسے گھورا اور چیئر کھسکا کے کھڑے ہو گئے حماد بھائی کو تو آریان پر ترس ہی آنے لگا۔

''پلیز امی چچا جان کو بابا کو سمجھایئے جب وہ لڑکی ہمیں اپنا رشتہ دار ماننے کو تیار نہیں تو پھر یہ رشتہ قبول کرے گی۔'' لہجہ روہانسا اور جھنجھلاہٹ سے بھرا تھا چچا جان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

''دیکھو آریان عنمہ کو بس یہی غصہ ہے کہ اس کے باپ کو ہم نے گھر سے نکالا وجہ تم جانتے ہی ہو۔''

''لیکن چچا جان یہ تو کوئی بات نہ ہوئی مجھے قربانی کا بکرا سمجھ لیں چاچو کو پسند سے شادی کرنے پر گھر بدر کیا اور اب بابا پھر وہی غلطی دہرا رہے ہیں جبکہ اس میں دونوں پرکن کی رضامندی ہی شامل نہیں ہے۔'' وہ ان کی بات پر یکدم ہی بولا۔

امی اور چچی جان لب بھینچے ہوئے تھیں آج تک بھی کسی میں بابا کے حکم کے خلاف ورزی کرنے کی کسی میں ہمت جو نہ تھی۔

''بھائی صاحب بس اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتے ہیں۔''

''غلطی کا مداوا کرنے کے لئے اور بھی طریقے ہیں۔'' وہ تیز لہجہ میں بولا۔

''صابر اس سے کہہ دو اس کے باپ کا فیصلہ آخری ہوتا ہے اگر اس نے زیادہ بحث کی تو سوچ لے اپنا انجام۔'' عقب سے بابا کی گمبھیر اور گرجدار آواز نے سب کو ہی ساکت کر دیا آریان تو بھنا ہی گیا۔

''جلدی فوزیہ سے کوئی تاریخ لیں مجھے اسی مہینے میں اس کی شادی کرنی ہے۔''

''کرتے رہیے شادی مجھے اس گھر میں ہی نہیں رہنا۔'' وہ پیر پٹختا ہوا ڈائننگ ہال سے نکلا تھا بابا کی خشمگیں اور فہمائشی نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا۔

''ایسی کوئی بھی حرکت کی تو یاد رکھنا معافی کی کوئی گنجائش نہیں رکھوں گا سوچ لو افسر کا انجام۔'' انہوں نے گویا وارننگ دی، آریان نے ورزیدہ

نگاہوں سے بابا کے غصہ سے تنے چہرے کو دیکھا کتنے سخت تھے اپنے اصولوں کے بھی بھی وہ کسی کے جذبات کی قدر ہی نہیں کرتے تھے بچپن سے یہی احساس تو اسے اور رلاتا تھا کہ اس کے پیارے سے چاچو کو بابا نے بس اپنی پسند کردہ لڑکی سے شادی کرنے پر گھر سے نکالا تھا اور انجام کیا ہوا تھا چاچو اس گھر سے جا کے سکون سے ہی نہ رہے اور وہ دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے اپنے بھائیوں کی محبت میں۔

دو سال پہلے تو چاچو کا انتقال ہوا تھا فوزیہ چچی ایک دن گھر چلی آئی تھیں معافیاں مانگنے لیکن جانے کیوں آریان کو ایسا لگا کہ وہ میں اب بھی لچک نہ آئی ہو۔

''بھائی صاحب اور بھابھی نے آریان کے لئے تمہارا رشتہ مانگا ہے اور میں ہاں کر چکی ہوں۔'' فوزیہ نے اسے بتایا روٹیاں پکاتی ہوئی وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

''تمہارے پاپا کی بھی خواہش تھی کہ ان کی بیٹیاں اپنوں میں جائیں۔''

''امی یہ میرے اپنے ہیں ایسے ہوتے ہیں۔'' روٹی چھوڑ کے وہ گویا ہوئی۔

''جیسے بھی ہیں ان سے نہ تم انکاری ہو نہ میں۔'' وہ بدستور سنک میں پڑے برتنوں کو دھولی رہی تھیں۔

''لیکن مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔''

''کیوں نہیں کرنی ہے ایسی ہی زندگی گزارو گی۔'' انہیں عنمہ کی ضدی طبیعت سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی جو ہر وقت چڑچڑی سی رہتی تھی۔

''شادی کرتے آپ کو کچھ ملا بتایئے آپ کے سارے اپنے دور ہو گئے پاپا کو کوئی خوشی نہ ملی میں کیسے کراوں شادی۔''

''زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' وہ بات ہی ایسی کرتی تھی کہ فوزیہ لاجواب ہو جاتی تھیں پھر کچھ بچپن سے ہی حساس تھی مونیا اور حمزہ پھر بھی اس کے مقابلے میں مختلف تھے۔

''آج سب آئیں گے تم ذرا ڈھنگ سے پیش آنا اور ہاں آریان سے بھی۔''

''اونہہ مجھے کسی سے بھی ڈھنگ سے پیش نہیں آنا ان سب کو دیکھ کر میرا خون کھولتا ہے سارے میرے پاپا کے قاتل ہیں۔''

''عنمہ۔'' وہ چیخیں تو وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر کچن سے تیزی سے بھاگی اور کمرے میں بند ہو گئی جتنے وہ آنسو بہا سکتی تھی بہا رہی تھی اسے امی بھی جانے کیوں غیر سے لگنے لگی تھیں ان چند ماہ میں گھر کا ماحول ہی بدل گیا تھا آئے دن تایا ابو کے گھر سے آنا ہی رہتا تھا کوئی نہ کوئی اور وہ جلتی کڑھتی رہتی تھی۔

مونیا اور حمزہ کالج سے آ گئے تھے فوزیہ نے زبردستی اسے بھی ڈانٹ کے کمرے سے نکالا مگر کھانا اس نے برائے نام کھایا شام میں مغرب کے بعد تایا ابو کی پوری فیملی چلی آئی تھیں نیمہ بھابھی نے تو عنمہ کے غصے کی بھی پرواہ نہ کی تھی اسے لاؤنج میں ہی سب کے درمیان لا کے بیٹھا دیا۔

''امی آپ عنمہ کو مٹھائی کھلایئے تاکہ آج سے یہ مکمل ہماری ہو جائے۔'' گلاب جامن سے بھری پلیٹ سینٹرل ٹیبل سے اٹھائی کاسنی لان کے کپڑوں میں وہ منہ پھلائے نگاہ جھکائے سب کے درمیان ہی بیٹھی تھی باری باری سب نے ہی مٹھائی کھلائی بڑی تائی امی نے لپٹا کے پیار کیا۔

''فوزیہ کوئی تاریخ ہمیں جلدی دے دو۔'' عنمہ نے جیسے ہی سنا وہ نیمہ بھابھی اور تائی امی کے درمیان سے اٹھی اور اندر چلی گئی کسی سے بھی اس کا نا گواری سے پر رویہ مخفی تو نہ تھا۔

''جیسے آپ کہیں۔'' فوزیہ مسکرائیں۔

مگر اندر وہ تو پیچ و تاب کھا رہی تھی کوئی
بھی اس کے جلنے کڑھنے کا نوٹس ہی نہیں لے رہا
تھا فاکہہ اور فروا اس کے کمرے میں چلی آئی تھیں
عنمہ نے تیوری چڑھا کے ناگواری نگاہ اٹھائی اور
کھڑکی کا پردہ چھوڑ کے بیڈ تک آ گئی مروتاً بھی
دونوں کو بیٹھنے کو نہ کہا۔

چھوٹا سا اس کا اور مونیا کا مشترکہ بیڈروم تھا
درمیانے سائز کا بیڈ کھڑکی کے ساتھ ہی رائٹنگ
ٹیبل اور چیئر اور دروازہ کے ساتھ چھوٹی سی
ڈریسنگ ٹیبل جس پر اس کی کاسمیٹک کی چیزیں
قرینے سے رکھی تھیں۔

"عنمہ بیڈروم تو تم نے کافی اچھا
ڈیکوریٹ کر رکھا ہے۔"

"پلیز اس وقت مجھے آپ لوگوں سے کوئی
بات نہیں کرنی ہے۔" روکھائی کی تو اس نے حد
ہی کر دی گلابی مکھڑا اور روکھے اور سرخ ہی ہو گیا
تھا۔

"ارے ہمیں تو کرنی ہے نا۔" فاکہہ مسکرائی
اور پھر اس کے بیڈ پر بیٹھ گئی عنمہ نے دانت پیسے
بس امی کا خیال کر رہی تھی ورنہ ان سب کا ہاتھ
پکڑ کے گھر سے روانہ کر دے۔

"عنمہ آریان بھائی سے ملو گی۔"

"مجھے نہ تمہارے آریان بھائی سے ملنا ہے
اور نہ تم میں سے کسی سے پلیز ناؤ یو کین گو۔"
بیزارت کی انگلی اٹھا کے دروازے کی سمت اشارہ
کیا فروا کو کچھ اپنی تضحیک لگی وہ اسی وقت نکل گئی
مگر فاکہہ ہنوز وہیں جمی رہی۔

"عنمہ اتنا غصہ کم آن دیکھو تم ہم سب کتنا
پیار کرتے ہیں۔"

"اونہہ پیار مجھے تم لوگوں کے پیار پر بالکل
اعتبار نہیں ہے جو اپنے سگے خون سے منہ پھیر سکتا
ہے تو ان سے پھر پیار محبت عجیب لگتا ہے۔" اس
کے تمسخر ہی ازیا فاکہہ نے افسردہ سی نگاہ اٹھائی۔

"دیکھو تایا ابو خود شرمندہ ہیں۔"

"ان کے شرمندہ ہونے سے کیا میرے پاپا
واپس آ سکتے ہیں۔" وہ دھاڑی تایا ابو کو دیکھ کر تو
اس کے اندر شرارے پھوٹنے لگتے تھے۔

"انہوں نے نیا پینترا نکالا ہے کہ اپنے
صاحبزادے کے ذریعہ مجھ پر قبضہ کر لیں کان
کھول کر سن لو اور بتا دو جا کے سب کو میں مر
جاؤں گی لیکن شادی کبھی نہیں کروں گی۔" ایک ایک
لفظ پر زور دیتی فاکہہ کو وہ کامنی سی لڑکی ترحم آمیز
ہی لگی جو اپنے لوگوں سے کتنا خائف ہوئی تھی۔

آریان کو جس کا ڈر تھا وہی ہوا عنمہ نے
صاف انکار کر دیا اور اسے بیا اپنی تضحیک ہی لگی
نہ صرف امی کی بلکہ بابا کی بھی شان میں اس نے
گستاخی کی تھی یہی بات اسے طیش دلا رہی تھی لنچ
ٹائم میں آفس سے نکل گیا کیونکہ فوزیہ چچی کالج
میں لیکچرار تھیں وہ تین بجے تک ہی گھر آتی تھیں،
اس وقت وہ اکیلی ملے گی مونیا اور حمزہ سے اسے
کوئی جھجک نہ تھی، ڈور بیل پر اس نے ہاتھ رکھ دیا
تھا چند لمحوں بعد گیٹ کھلا تھا وہ سر پر تولیہ لپیٹے
پنک لان کے پرنٹڈ کپڑوں میں سائیڈ پر دوپٹہ
ڈالے کھڑی تھی مگر آریان کو دیکھ کر بوکھلا ہی گئی،
دوپٹہ شانوں پر برابر کیا اور ناگواری کا بھی
احساس دلایا آریان نے اس گلابی مکھڑے کو بس
اچٹتی نگاہوں سے دیکھا اسے کچھ بولنے کا موقع
دیئے بغیر اندر آ گیا بلیک جینز پر لائٹ لیمن کلر کی
شرٹ میں سوبر اور ڈیسنٹ لگ رہا تھا مگر چہرہ تپا
ہوا تھا۔

"امی ابھی کالج سے نہیں آئی ہیں۔" اس
نے جھٹ بے مروتی سے کہا۔

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ سپاٹ
سے لہجے میں بولا اسے گہری نگاہوں سے دیکھنے
لگا تولیہ پھسل کر نیچے کارپٹ پر گرا تو وہ اٹھانے

جھکی بالوں کا آبشار بکھر گیا وہ جھینپ سی گئی بالوں
کو سمیٹا اور سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا۔

"کیوں انکار کیا ہے تم نے اس شادی
سے۔"

"مرضی میری۔" وہ پر اعتماد لہجے میں گویا
ہوئی۔

آریان نے اس سرپھری لڑکی پر بس حیرت
بھری نگاہ ڈالی جو نامحسوس انداز میں اس کے دل
کے ایوانوں میں اترتی چلی گئی تھی دل اس سے
دست بردار بھی نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"تمہاری مرضی ایسے کیسے ہو گئی محترمہ تم نے
میرے گھر والوں کی بے عزتی کی ہے تم اتنی سی
بات کے لئے میری عزت نفس مجروح نہیں کر سکتی
ہو۔" آنکھیں اس پر گاڑیں عنمہ نے ایک لحہ کو
سراسیمگی سے اس کی جانب دیکھا۔

"مجھے حق حاصل ہے کہ اپنی مرضی سے اس
رشتے سے انکار کر سکتی ہوں۔"

"تو کان کھول کر سن لو عنمہ افسر اگر تم نے
اس شادی سے انکار کیا تو سوچ لینا میں کیا کر سکتا
ہوں۔" آریان نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا تھا وہ
اس لڑکی کی تمام تر جذبوں سمیت جیت کے ہی
رہے گا۔

"مسٹر آریان حسین میں مر جاؤں گی لیکن آپ
سے شادی نہیں کروں گی۔" اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کے ایک مضبوط اور مدلل لہجے میں
اسے جتا رہی تھی اور آریان اس نرم و نازک سی
لڑکی کے انداز پر متحیر تھا جو مخالف تھی۔

"تم اب میرے لئے چیلنج بن گئی ہو تمہیں
میں جھکا کر ہی رہوں گا۔"

"میں عنمہ افسر ہوں اتنی کمزور نہیں ہوں کہ
تمہارے گھر کے بنائے ہوئے اصولوں سے نہ
ٹکراؤں وہ پاپا ہی تھے جو مقابلہ نہ کر سکے لیکن
میں اپنے حق کے لئے آواز اٹھاؤں گی۔" اس کی

آواز اور لہجہ کی مضبوطی ایسی تھی کہ آریان نے
تمسخرانہ نگاہ اٹھائی۔

"سنو اتنے بڑے دعوی نہ کرو کہ تمہیں ایک
دن میرے ہی آگے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔"

"اونہہ دعویٰ میں نہیں آپ کر رہے ہیں۔"
وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھی تھی اسی وقت
آریان نے اس کا بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑا وہ
جھٹکا لگنے اور درد کی شدت سے کراہ کے رہ
گئی۔

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ راضی خوشی
رضامندی دے دو ایسا نہ ہو کہ شرمندگی سے نگاہ ہی
نہ ملا پاؤ۔" وہ پھر طنز میں ڈوبا گویا ہوا مگر عنمہ کو
آریان کی آنکھوں سے کچھ خوف ہی محسوس ہو رہا
تھا کیونکہ وہ اتنا گہرا اور اٹل ارادوں کا لگ رہا تھا
کہ اس کی روح کانپ گئی مگر خود کو کمزور بھی ظاہر
نہیں کرنا تھا دانت پیس کے اپنا بازو چھڑا لیا اور
اندر غائب ہو گئی تھی۔

دو تین دن سے وہ خاصا ڈسٹرب رہا تھا
اسے تجسس بھی تھا کہ فوزیہ چچی نے کون سی تاریخ
رکھی ہے لیکن اس میں پوچھنے کی ہمت نہیں ہو رہی
تھی جو پہلے اس رشتے سے انکاری تھا اب وہ اسی
شدت سے چاہتا تھا کہ جلد از جلد یہ بندھن
بندھے تاکہ عنمہ کا سارا غرور اور بے نیازی کو وہ
توڑے کب سے لاؤنج میں دھوپ پر نیم دراز
ٹی وی کے چینلز پر چینلز بدل کے دیکھ رہا تھا دل
اس کا کہیں نہیں لگ رہا تھا مگر پھر اس سے رہا نہ گیا
تو بھابھی کو مخاطب کر لیا وہ اریبہ کو سلانے کمرے
میں لے جا رہی تھیں۔

"بھابھی ایک منٹ۔" ریموٹ سے ٹی وی
آف کیا اور سرعت کی تیزی سے ان تک پہنچ گیا۔

"خیریت تو ہے آریان۔" وہ اس کے بے
چین انداز کو شاکی نگاہوں سے دیکھنے لگیں جو ان

کلر کے کلپچے سے قمیض شلوار میں الجھا بکھرا لگا۔

"وہ فوزیہ چچی نے شادی کی کیا ڈیٹ دی ہے۔"

"اوہ تو یہ بے چینی ہے۔" وہ معنی خیزی سے مسکرائیں اور پھر ان کا ہاتھ چھڑا کے پھرتا کہہ کے بیڈروم میں چلی گئی۔

"بھابھی پلیز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ جھینپ گیا۔

"فوزیہ چچی کہہ رہی تھیں آج کل میں بتا دیں گی تم اطمینان رکھو۔"

"مجھے تو اطمینان ہے آپ کو اطمینان نہ ہوگا کیونکہ اتنی جلدی آپ کی تیاریاں کیسے ہوں گی۔" اس نے مذاق میں ہی بات اڑا دی وہ ویسے بھی کچھ سنجیدہ مزاج کا تھا شادی جیسے موضوع پر اکثر بات کرنا برا ہی لگتا تھا۔

"میری تو ہو جائیں گی تم کہو ایک مہینے کے اندر شادی کرنے پر تیار ہو جاؤ گے۔" لہجہ ان کا شرارتی اور معنی خیز تھا آریان نے سر جھکایا اور مسکرا دیا۔

"میں تو ایک ہفتے کے اندر بھی کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ وہ آپ کی ہونے والی دیورانی صاحبہ نخرے نہ کریں تو۔"

"وہ تو اب بھی کر رہی ہے تم بخوبی جانتے ہو۔"

"بے وقوف لڑکی عقل سے پیدل ایک انسان اپنے کیے کی معافی مانگ رہا ہے تو اب کیا وہ ہم سب سے ناک رگڑوائے گی۔" آریان غصے میں ہی آ گیا۔

"تم نے ذرا نرمی کا برتاؤ رکھنا ہے اس کے دل سے ساری نفرت ختم کرنی ہے۔" بھابھی اس کے شانے پر تسلی کے انداز میں ہاتھ رکھ کر گویا ہوئیں۔

"کیوں میں چنگیز کی نسل سے ہوں کہ اسے نیزے کی نوک پر رکھوں گا۔" وہ طنز بھرے لہجے میں خفگی سے بولا۔

"ارے لڑکے میں تو سمجھا رہی ہوں کیونکہ وہ ہم سے بہت بدظن ہے تم سے ہو سکتا ہے کہ محاذ آرائی پر اتر آئے۔"

"آریان حسین بھی ڈرپوک نہیں ہے کہ ان محترمہ کی محاذ آرائی سے ڈر جائے عقل ٹھکانے مجھے بھی لگانا آتی ہے۔" وہ گہری سوچ میں ڈوب کے بولا کیونکہ آگے کی پلاننگ تو اس نے کر ہی لی تھی بس عنمہ اس کے قبضے میں آ جائے۔

"ابھی اگر بابا نے سن لیا کہ تمہارے ارادے یہ ہیں تو سوچ لو وہ کیا کر سکتے ہیں۔" وہ مسکرائی تھیں آریان بھی مبہم سے تبسم کے ساتھ سر ہلا کے رہ گیا رات کے پونے بارہ بج چکے تھے سب ہی کمروں میں تھے وہ تو اپنی بے چینی دور کرنے کے لئے کمرے سے نکل آیا تھا ٹی وی کا دیکھنے کا ارادہ موقوف کیا اور اپنے کمرے کی راہ لی جیسے ہی اپنے وسیع و عریض بیڈ پر دراز ہوا چشم سے وہ ایک حسینہ چلی آئی جس پر وہ کچھ دنوں بعد مکمل استحقاق رکھ سکے گا۔

"محترمہ عنمہ افسر تم نے آریان حسین سے ٹکر لی ہے تمہاری بچت ناممکن ہے۔" خود ہی ہمکلام ہوا وہ اسے چاہنے لگا تھا اس کی ہر ایک ادا کو وہ اپنی نگاہوں میں سموئے ہوا تھا اس کے گیسوئے دراز سنہری پلکوں کی جھالر جھیل سی آنکھوں پر سایہ فگن رہتی تھیں اس کی چھب ہی نرالی تھی۔

ادھر اس نے اتنا واویلا مچایا تھا کہ فوزیہ نے اچانک ہی ایسی غیر متوقع بات کہہ دی کہ وہ وحشت زدہ سی ساکت ہو کے انہیں دیکھتی رہی مونیا نے تو رونا ہی شروع کر دیا۔

"اگر تم انکار کر رہی ہو اور ضد پر اڑی ہو تو

مونیا کے لئے میں بھائی صاحب سے اقرار کر رہی ہوں۔"

"امی امی یہ کیا کہہ رہی ہیں۔" مونیا کو تو ایسا لگا کہ اس کا دل بند ہو گیا ہو اور اس کی آزادی سلب ہونے والی ہو۔

"تمہاری بہن کو یہی ضد ہے تو مجھے بھی ضد ہے میں زبان دے چکی ہوں میں اس گھر سے دوبارہ رشتہ نہیں توڑنا چاہتی ہوں۔" ان کا انداز بے گانہ اور سرد تھا عنمہ کو اپنی ماں آج اتنے فاصلے پر لگ رہی تھی کہ آج وہ دکھ دینے والے رشتے عزیز تھے جنہوں نے کل ان کے وجود کو قبول نہ کیا تھا۔

"امی انہوں نے آپ سے رشتہ جوڑا ہی کب تھا جو آپ توڑنا نہیں چاہتی ہیں۔" وہ رو دی مونیا الگ سسکیاں لیتی ہوئی کمرے سے نکل گئی تھی امی کو لگتا تھا کسی کو بھی نہیں سنے گی۔

"تمہیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے تو میں ابھی فون پر بھابھی سے کہہ دیتی ہوں کہ مونیا اب آپ کی بہو بنے گی۔"

"امی پلیز سوچئے یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔" وہ ان کے پیچھے لپکی پھر اپنی معصوم اور چھوٹی بہن جس کے ابھی تو کھیلنے کے ہی دن تھے ایسی بڑی ذمہ داری نہیں وہ اپنی بہن پر یہ ظلم برداشت نہیں کر سکتی۔

"میں بالکل ٹھیک کر رہی ہوں تم ضد میں بیٹھی رہو۔"

"ٹھیک ہے اگر یہ قربانی دینی ہے تو میں ہی کیوں نہیں آپ مونیا کی معصومیت پر رحم کریں۔" اس نے ہتھیار ہی ڈال دیئے اور یہ لمحہ اس کے لئے بہت بھاری تھا جب آریان حسین کے لئے رضامندی دی جو اس پر جتنے کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔

"سوچ لو کہ تم یہ دل سے فیصلہ کر رہی ہو۔"

فوزیہ کو اس کی رضامندی نے تقویت بخشی تھی پھر وہ اپنی بیٹیوں کو بہتر مستقبل دینا چاہتی تھیں پھر افسر حسین کی بھی تو یہی خواہش تھی۔

"جی سوچ لیا ہے مگر ابھی شادی نہیں صرف نکاح ہوگا۔" وہ ایسے کیسے آریان حسین کو خود پر تسلط جمانے دے دیتی وہ اسے اور اس کے گھر والوں کو زچ کرنا چاہتی تھی پاپا کے سارے بدلے اتارنے تھے۔

"ٹھیک ہے میں یہ بھی بات کرلوں گی لیکن آج کے بعد تم میری یہ بات غور سے سن لو اگر بھائی صاحب سے یا اس گھر کے کسی بھی فرد سے تم نے مس بی ہیو کیا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھا کے وارن کر رہی تھیں اور عنمہ اندر ہی سلگ رہی تھی بیڈ کے سرے پر بیٹھ کے غصہ کی شدت سے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑ لیا اس لمحے وہ کوئی بھی تلخ بات نہ بولی تھی۔

فوزیہ نے فون کر کے رضامندی دے دی تھی شام کو پھر وہ قافلہ چلا آیا تھا تائی امی نے تو چٹا چٹ اسے پیار کر ڈالا اور وہ ساکت سپاٹ چہرہ کے ساتھ ان سب کے درمیان تھی بیٹھی بھابھی کی معنی خیز سرگوشیاں بھی اسے ہنسا نہ سکی تھیں۔

"فوزیہ لیکن ہمیں تو ساتھ ہی رخصتی بھی کرنی ہے۔" تائی امی نے اپنا عندیہ ظاہر کیا مگر عنمہ کو تو گھبراہٹ ہی سوار ہو گئی وہ ان سب کے درمیان سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔

"وہ بھابھی میں چاہ رہی تھی کہ عنمہ کچھ ریلیکس ہو جائے۔"

"ارے سب ہوتی رہے گی تمہارے بھائی صاحب کو جلدی ہے پھر آریان کا بھی شاید امریکہ کا ٹور ہے۔" انہیں خود عنمہ کو اپنے گھر لانے کی جلدی تھی اس لمحے فوزیہ کچھ تذبذب کا شکار ہو گئیں تھیں کہ کیا جواب دیں۔

آریان کو خبر ہوئی تو اس کے تو سر پر جا لگی وہ عنمہ کا کھیل سمجھ رہا تھا کیونکہ اس نے چیلنج جو کیا تھا اور آریان اس کی جیت ہونے دے یہ بھی نہیں برداشت کرسکتا تھا وہ اپنے دماغ میں پلان ترتیب دے چکا تھا گھر میں اس کے نکاح کی تیاریاں ہورہی تھیں مجھو بھابھی اور فاکہہ زیادہ تر شاپنگ کررہی تھیں بھی بھی فوزیہ چچی بھی ادھر ہی آجاتی تھیں یہ بیس دن ایسے پر لگا کے اڑے کے نکاح کا دن آن پہنچا تھا، آریان کا دوست جو کہ گزشتہ دنوں ہی امریکہ سے آیا تھا اس کا زیادہ تر وقت اسی کی طرف گزر رہا تھا آریان کے سارے رازوں سے وہ واقف تھا اور اس کے پلان میں بھی شامل تھا۔

"سن یار تو نکاح سے تو نہیں ڈر جائے گا۔" فواد نے اس پر پرفیوم اسپرے کیا جو شیروانی کلاہ میں شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔

"یار اس بار تو نہیں ڈروں گا کیونکہ بات میرے چیلنج کی ہے۔"

"بس پھر بے فکر ہو اور نکل آج تو کسی سلطنت کا شہزادہ لگ رہا ہے جو اپنی شہزادی کو جنگ کے لے آئے گا۔" فواد نے معنی خیز سے مسکرا کے دیکھا آریان نے جھینپ کے مکہ اس کے دائیں کاندھے پہ رسید کیا، اتنے میں ابو کی گرجدار آواز پر دونوں ہی چونک گئے باراتی سارے لان میں جمع تھے فواد کی ہمراہی میں وہ اونچ پھر پال کرا عبور کرتا ہوا لان میں ہی آ گیا سب کی ستائشی نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا، فواد نے داہنی آنکھ دبا کے اسی وقت بلیو ایمبرائیڈری والے سوٹ میں ملبوس بجی سنوری فاکہہ کو چڑایا۔

رات ایک چھوٹے سے میرج لان میں پہنچی تھی فروا اور فاکہہ نے وہاں شامل ہو کے بارات کا استقبال کیا چند لمحوں بعد ہی نکاح بھی ہو گیا بلڈ ریڈ لہنگے میں وہ میک اپ اور طلائی جیولری میں ایک ماورائی مخلوق لگ رہی تھی آریان نے کن انکھیوں سے کئی بار اس پری پیکر کے ہوش ربا حسن کو دیکھا مگر نگاہ پلٹنا نہیں چاہ رہی تھیں سب کی معنی خیز نگاہیں آریان پر تھیں ڈنر شروع ہوا تو سب ہی مصروف ہوگئے مگر آریان نے ایک لقمہ تک نہ لیا تھا فوزیہ متوحش زدہ اس کی ضد پر حیران رہ گئیں کیونکہ جو بات اس نے کی تھی وہ سب کو ہی ہلانے کو کافی تھی۔

"آریان کیا بک رہے ہو۔" بابا کی گرجدار اور برہم آواز نے ایک لمحے کو اسے لرزا دیا مگر اس وقت ڈرنے کا وقت نہیں تھا عنمہ کے دل کی دھڑکن نے تیز رفتاری کی حد کر دی وہ آریان کی اس ضد کو سمجھ رہی تھی دونوں ہی ہنوز اسٹیج پر ساتھ ہی براجمان تھے۔

"انکل ایسی کوئی برائی بھی نہیں ہے پھر رکھنے اتنا لمبا عرصہ نکاح میرے خیال میں تو رخصتی کی رسم بھی آج ہی نمٹا لیجئے۔" فواد نے بھی ذرا ہمت کرکے آریان کی حمایت میں الفاظ ادا کیے پوری محفل میں ایک ہلچل مچ گئی تھی پھر بابا کا غصہ فوزیہ چچی کی فکرمندی کیونکہ انہیں عنمہ کے غصے کا بھی پتہ تھا وہ کیا ری ایکٹ کرسکتی تھی مگر جب حماد بھائی اور چچا جان نے مل کر بابا کو سمجھایا پھر فوزیہ چچی کو بھی ریلیکس کیا تو وہ کچھ مانتے ہی بنی تھی مگر عنمہ تو اندر ہی اندر کھول رہی تھی آریان کی آج دوسری جیت بھی ہوگئی تھی کچھ ہی منٹوں میں رخصتی کا عمل بھی شروع ہوگیا آریان کے ہر انداز میں ایک غرور تکبر اور جیت کا نشہ جھلک رہا تھا وہ خون کے آنسو رو لی رہی جنہیں وہ دشمن سمجھتی ہے انہی دشمنوں کے گھر کی مکین بننے جا رہی تھی، تائی امی چھوٹی تائی دونوں ہی اسے کئی بار ساتھ لگا کے پیار کرچکی تھیں۔

وسیع و عریض بیڈ پر وہ شعلہ بنی بیٹھی تھی رائٹنگ ٹیبل سائیڈ پر ٹرالی پر کمپیوٹر اور سی ڈی پلیئر دروازے کے سائیڈ پر کیبنٹ اور اس پر مختلف کتابوں کا ڈھیر جو ترتیب سے ہی رکھی تھیں بیڈ کا لیفٹ سائیڈ پر کھڑکی جس پر دبیز پردے وال ٹو وال کارپٹ کمرے کی سلیقہ مندی اور نفاست سے ہی اندازہ تھا کہ وہ ڈسپلن کا عادی ہے اسی وقت کھٹک کی آواز پر وہ دانت پیسنے لگی وہ بڑی آن بان کے ساتھ ہونٹوں پر شوخ سی دھن بجاتا بیڈ کی پائینتی آ کے کھڑا ہوا عنمہ نے خونخوار نگاہ اٹھائی دل کر رہا تھا کہ آریان کا خون ہی کر دے۔

"او ویری سیڈ دوسری بار بھی تمہاری نہ چلی ہے نا عجیب بات۔" وہ تمسخرانہ انداز میں گویا ہوا عنمہ کے تو اندر آگ لگی تھی اس شخص سے بولنے تک کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"تم کیا سمجھتے ہو مجھے جیت لوگے۔"

"تمیز سے تم نہیں آپ۔" وہ طنز سے گویا ہوا اور ٹوکنا بھی ضروری سمجھا عنمہ نے جز بز ہو کے گرم گھونٹ بھرا مگر آریان کا لب و لہجہ تک مغرورانہ تھا وہ بازی مار کے اسے لایا تھا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نا چیلنج ہے جو میں تمہیں جھکا کے رہوں گا۔" وہ اس کے ملکوتی حسن کے پیچ و خم میں کچھ الجھا جو آج سارے ہی ہتھیاروں سے لیس اس کے دل پر بجلیاں ہی گرا رہی تھی۔

"لیکن میرا دل جیتنا بہت مشکل ہے یہ آپ یاد رکھیئے گا آپ سب میرے لئے شروع سے ہی ناپسندیدہ ہیں۔" لہجہ میں حقارت اور ناگواری پنہاں تھی آریان نے تاسف بھری نگاہوں سے اس خوبصورت پری کو دیکھا جس کا دل کتنا پراگندہ ہوگیا تھا۔

"سوچ لو بہت بڑی بات کہہ رہی ہو اگر کبھی الٹا تمہیں مجھے جیتنا پڑ گیا تو کیا کروگی۔" آریان نے لہجے میں لطیف سی محبت کا رچاؤ سمو کے مخمور نگاہوں سے اس کی چھتی لال آنکھوں میں دیکھا جو وحشت سے کھلی ہوئی تھیں۔

"آپ کو جیتنا اونہہ ہر بار جیت آپ کی نہیں ہوگی اور سن لیں کان کھول کے آپ سب میرے پاپا کے قاتل ہیں اور میں آپ سب سے کوئی رشتہ نہیں جوڑ سکتی انڈر اسٹینڈ۔" زہر خند لہجے کو مضبوط بنا کے گویا ہوئی۔

"یہ تمہاری سوچ غلط ہے چاچو کے ساتھ برا ہوا یہ ہم سب مانتے ہیں لیکن یہ مت بھولو کہ سکون سے ہم سب بھی نہیں رہے ہیں۔"

"جھوٹ سب جھوٹ۔" وہ تو ماننے کو تیار ہی نہیں تھی۔

"اچھا اتنی رات کو میرا دماغ خراب نہیں کرو چینج کرو۔" فوراً ہی وہ موضوع ہی بدل گیا کیونکہ چاچو کا ذکر اسے بھی تکلیف ہی دیتا تھا، کتنی مشکلوں سے اس نے ہی تو چاچو کا پتہ لگایا تھا مگر جب ملے بھی تو وہ اس دنیا سے جا چکے تھے کتنا رویا تھا وہ مضبوط اور توانا مرد پہلی بار بکھر گیا تھا پھر بابا کو لے کر گیا تھا وہاں، کتنی اچھی ہیں فوزیہ چچی اور یہ عنمہ آخر اتنی زہریلی کیوں ہوگئی ہے اول روز سے ہی یہ ناراض لڑکی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔

"اگر تمہیں کچھ کھانا ہو تو میں کھانے کو منگواؤں۔" وہ واش روم سے چینج کر کے نکلی تھی پنک کاٹن کے سادے سے کپڑوں میں وہ بھی سنوری سی اس سے نگاہ تک نہیں ملا رہی تھی۔

"زہر ہو تو وہ لا دیں۔" ترخ کے گویا ہوئیں۔

"جن کے اندر اتنا زہر ہو انہیں مزید زہر کی ضرورت نہیں ہوتی۔" طنز سے کہتا وہ سخت کبیدگی اور جھنجھلاہٹ کا اظہار کرتا کمرے سے ہی نکل گیا، عنمہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی رہی نئی جگہ پر تو

اسے نیند آنا بھی مشکل تھی۔

دو دن بعد آریان نے ایک شاندار سا ولیمہ سب کو ہوٹل میں دیا وہ سب سے جیت کے نشے میں مبارک بادیں وصول کر رہا تھا اور وہ جلتی کلستی اس کی خوشی کو دیکھ رہی تھی سب ہی اس سے اتنی محبت کر رہے تھے جبکہ وہ سب سے ہی ناگواری کا مظاہرہ کر رہی تھی جیسے کسی کو اس کے اکھڑ اور سرد رویہ کی پرواہ ہی نہ تھی وہ متعجب سب کے خوش باش چہرے دیکھ کر اکتا ہی گئی تھی ولیمہ اور دعوتیں سب گزر گئیں تھیں مگر اس کے رویہ میں ذرا لچک نہ آئی تھی گھنٹوں کمرے میں بند رہتی آریان سے بات کرنا اپنی تضحیک لگتی اور گھر کے کاموں سے کوئی سروکار نہ تھا اور نہ ہی کوئی اس سے کچھ کہتا تھا۔

''اونہہ سارے ڈرامے باز لوگ ہیں پہلے بابا کو گھر سے نکال دیا اور اب اپنے ضمیر کا بوجھ کم کرنے کے لئے ہم پر عنایتیں شروع کر دی ہیں اونہہ۔'' وہ مسلسل کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی وہ آریان سے شکست نہیں کھائے گی اسے برا کر ہی چھوڑے گی۔

''تم اب ایک ماہ پرانی دلہن ہو گئی ہو ہاتھوں سے مہندی بھی چھٹ گئی ہے بہت تمہاری مہمان نوازی بھی ہو گئی ہے کچھ ہاتھ پیر بھی ہلا لو۔'' وہ سیدھا اپنے کمرے میں ہی آیا تھا کیونکہ کچن میں نیجہ بھابھی اور فاکہہ کو لگے دیکھ چکا تھا عنمہ نے اپنے چہرے پر اس کی تنقیدی نگاہیں محسوس کی تو تنک کے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی وہ اس کے صبیح چہرے کی معصومیت اور ملاحت پر حیران ہوتا تھا کہ وہ اندر سے کتنی کڑوی تھی۔

''میں نے آپ سب کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا کہ اتنے لوگوں کے لئے کام کروں۔'' لہجے میں طنز کی آمیزش سمو کے گویا ہوئی۔

''انہوں نے بھی تمہارا ٹھیکہ نہیں لے رکھا کہ تمہارے آگے انواع و اقسام کے کھانے سجائیں۔'' وہ بھی لاجواب کرنے میں ماہر تھا عنمہ نے خفیف سی ہو کر اسے دیکھا۔

''جاؤ جا کے چائے لے کے آؤ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔'' ایک دم ہی آریان نے لہجے نرم بنایا اور پیشانی میں ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے آنکھوں کو دبایا دن بھر کی میٹنگ نے بہت تھکا دیا تھا۔

''سنو ذرا مسکرا کے بنا کے لانا۔'' پیچھے سے شوخ سی ہانک لگائی۔

وہ اپنا آنچل شانوں پر برابر کرتی پہلی بار اس کے لئے کچھ لینے جا رہی تھی وہ بھی مجبوری میں سب کا سامنا کرنا بھی اسے عجیب جھجک سی محسوس ہو رہی تھی۔

''ارے عنمہ بیٹی آؤ بھئی ہمارے پاس بیٹھو۔'' تایا ابو تو اسے دیکھ کر نثار ہی ہونے لگے کیونکہ وہ انہیں یوں پہلی بار نظر آئی تھی اس کے کوریڈور میں اٹھتے قدم رک گئے جانے کیوں تایا ابو کی محبت تک اسے بناوٹ لگتی اندر تک ناگواری کی لہر دوڑ گئی تھی۔

''سوری مجھے کچھ کام ہے۔'' وہ ان کے پرشفقت اور شہد آگیں لہجہ کو فہمائشی انداز میں ہی دیکھنے لگی جبکہ بابا لب بھینچ کے رہ گئے مگر آریان کی عقابی نگاہیں عنمہ کی پشت پر تھیں اسے بابا کی تضحیک تو کسی طور گوارا ہی نہیں تھی۔

''عنمہ تم نے سنا نہیں بابا نے کچھ کہا ہے۔'' وہ حلق کے بل چیخا تھا اور وہ اچھل ہی گئی بابا کے بس لب ہلے تھے کیونکہ آریان کا برہم انداز انہوں نے خود پہلی بار دیکھا۔

''آریان ذرا تمیز سے۔'' الٹا بابا اسے سرزنش کرنے لگے۔

''واٹ بابا آپ مجھے کہہ رہے ہیں ان محترمہ کا انداز دیکھا کیسے بی ہیو کر رہی ہے یہ آپ سے۔''

''اگر برداشت نہیں ہو رہا تو چلی جاتی ہوں۔'' جانے کیوں عنمہ کو ان دونوں کو اس لمحے زچ کر کے دلی تسکین ہی ہوئی وہ جوابی کارروائی کے لئے آگے ہی بڑھا مگر امی اور بابا کی خشمگیں نگاہوں نے اسے روک دیا اور وہ تلملاتی ہوئی واپس بیڈ روم میں چلی گئی۔

''امی آپ اسے ہر کام کے لئے کہیے تاکہ اسے ذمہ داری کا احساس ہو۔'' دوسرے دن اس نے کہہ دیا کیونکہ کب سے وہ عنمہ کا لاپرواہ انداز برداشت ہی کر رہا تھا۔

''ارے بچی ابھی نئے ماحول میں آئی ہے خود احساس ہوگا نئے نئے دن ہیں۔'' وہ تو جیسے عنمہ کی کوئی بھی بات سنجیدگی سے نہ لینے کا تہیہ کئے ہوئی تھیں۔

''امی وہ بچی نہیں ہے اس گھر کی بہو ہے نیجہ بھابھی کو دیکھیے کیسے بھائی جان کے تمام کام کرتی ہیں۔'' وہ سیدھا آفس سے ان کے کمرے میں ہی چلا آیا تھا کیونکہ نیجہ بھابھی اور فاکہہ کو پھر کچن میں لگے دیکھا تو اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

''سب کر لے گی تمہیں فواد کی طرف جانا تھا جاؤ وہ تیاری کر کے بیٹھی ہوگی۔'' انہوں نے جیسے موضوع ہی بدلا جبکہ آریان کو عنمہ کی حمایت کھلتی ہی تھی وہ پھر خود ہی کچھ سوچتا ہوا اپنے بیڈ روم میں آ گیا دیکھا تو وہ اطمینان سے بیڈ پر لیٹی کسی میگزین کی ورق گردانی میں منہمک تھی تیار تو وہ نہ تھی جبکہ امی تو کہہ رہی تھیں وہ تیاری کر کے بیٹھی ہے۔

''میں نے فون پر تمہیں کچھ کہا تھا۔'' موبائل اور والٹ بیڈ پر ڈالا، تیکھی نگاہ سے عنمہ نے اس کے برہم چہرے کو دیکھا مگر ہنوز اطمینان ہی چھلک رہا تھا آریان کو اس کی یہی لاپرواہی اور بھڑکاتی تھی۔

''تیار کیوں نہیں ہوئیں۔''

''میرا ایسا کوئی بھی موڈ نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ کہیں آؤں اور جاؤں۔'' میگزین تکیہ پر رکھا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''مجھے بھی ایسا کوئی شوق نہیں ہے لیکن اس نے بہت اصرار سے کہا ہے اور پھر ہماری فاکہہ سے اس کی بات بھی طے ہونے والی ہے۔''

''تو جائیے رشتہ داری نبھائیے مجھے آپ لوگوں کی طرح ڈرامہ بازیاں نہیں آتی ہیں۔'' لہجہ میں طنز اور اہانت ہی تھی آریان نے شعلہ فشار نگاہوں سے اس کا سراپا دانت پیس کے دیکھا جو اسے اہمیت ہی نہیں دے رہی تھی اسی وقت مڑا اور عنمہ کا بازو اپنی فولادی انگلیوں میں جکڑا تو وہ جھٹکے سے اس کے حصار میں ہی آ گئی، آریان سخت رویہ اس سے روا رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

''آئندہ ذرا سنبھال کے لفظ ادا کرنا اور سوچ سمجھ کے مجھے تمہاری طرح بدتمیزی نہیں آتی ہے۔'' اپنی گرم گرم سانسیں اس کے سرخ دہکتے رخسار پر چھوڑیں تو وہ ساری جان سے لرز گئی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی اسی وقت آریان نے خود سے جدا کیا۔

''اگر تمہارا موڈ نہیں ہے تو نہ جاؤ۔'' وہ بھی اطمینان ظاہر کرتا واش روم میں گھس گیا مگر عنمہ کو اس کا ٹھنڈا پڑ جانا اور ہی تنک جانے پر مجبور کر گیا تھا ورنہ تو وہ سوچ رہی تھی آج کے بعد شاید وہ ہمیشہ کے لئے اسے گھر سے ہی نکال دے گا کم از کم چھٹکارا تو ملے گا۔

''میرے کپڑے پریس کر دو میں جا رہا ہوں۔'' وہ کچھ ہی لمحوں میں پھر اس کے سامنے تھا

عنمہ نے چونک کے سر اٹھایا۔
"میں نے کبھی جینکس کپڑے پریس نہیں کی ہے۔" جبکہ پاپا کے تو کپڑے وہی پریس کرتی تھی البتہ حمزہ خود کر لیتا تھا۔
"چلو کم آن آج سے شروع کر دو جب تک میں باتھ لے لوں۔" وارڈ روب سے مسٹرڈ چینٹ اور آف وائیٹ شرٹ اس پر اچھال کے واش روم میں گھس گیا عنمہ سرتاپا سلگ گئی وہ جتنا اسے زچ کرنے کے بہانے تلاشتی تھی مگر وہ ہر بار اسے وارننگ کے انداز میں چھوڑ دیتا تھا نہ وہ گھر کے ہی کسی فرد کو خاطر میں لاتی تھی مگر فاکہہ، فروا اور فائق تو زبردستی اپنی محفل میں اسے شامل کر لیتے تھے۔

وہ کئی دنوں سے گھر جانا چاہتی تھی امی کا فون تو آتا ہی رہتا تھا مگر وہ اس گھٹن زدہ ماحول سے نکل کے جانا چاہتی تھی صبح سے طبیعت بوجھل ہو رہی تھی دل زیادہ گھبرایا تو وہ نیچے آ گئی دیکھا تو ایک محفل ہی جمی ہوئی تھی کیونکہ تایا ابو کی کچھ دنوں سے طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو ملنے جلنے والے آتے رہتے تھے۔
"ارے ہماری بیٹی آئی ہے آؤ عنمہ۔" بابا ہمیشہ اسے دیکھ کر کھل جاتے تھے کیونکہ انہیں اپنے بھائی کا عکس ہی لگتی تھی عنمہ جھجک کے کچھ رکی، آریان نے اسے تنقیدی نگاہوں سے دیکھا جو پنک کاٹن کے پرنٹڈ ڈھری پیس سوٹ میں اپنے ملکوتی حسن کے ساتھ ہمیشہ اسے زیر کرتی ہی نظر آتی تھی اس فوراً ہی اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔
"ارے عنمہ آؤ دیکھو فواد کے گھر سے فاکہہ کے لئے تحفے آئے ہیں اس کی امی لائی تھیں۔" صبیحہ بھابھی ٹیبل پر رکھے شاپرز کھول کے چیزیں دکھانے لگیں وہ مجبوراً بیٹھ کے دیکھنے لگی کچھ ہی دیر بعد وہ اس ماحول سے گھبراہٹ محسوس کرنے لگی تو اٹھ گئی۔
"ارے بیٹا بیٹھو تو، تم تو اب تک ہمیں غیر ہی سمجھتی ہو۔"
"ظاہر ہے آپ غیر ہی ہیں؟" سب کی استفہامیہ انداز میں اٹھے، درشت لہجے پر غور کیا۔
"عنمہ خبردار جو تم نے بابا سے گستاخی کی تو۔" آریان تو جھٹکے سے اٹھ گیا حماد بھائی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے کول کیا۔
"میں تو ایسی ہی کروں گی اگر برداشت نہیں ہوتا تو چھوڑ آئیں واپس۔" اتنے اطمینان سے وہ جلے کٹے جملے ادا کر رہی تھی۔
"ارے یہ میرا ظرف ہے جو میں آپ سب کو برداشت کر رہی ہوں میرے پاپا کو آپ سب نے مارا ہے اب رشتہ نبھانے یاد آ گئے سب کو۔" کتنا زہر بھرا تھا اس نازک لڑکی کے دل میں بابا نے دردیدہ نگاہ سے دیکھا اور لڑکھڑا سے گئے اگر فائق کی نگاہ نہ پڑتی تو وہ ضرور گر جاتے۔
"بابا...... بابا۔" آریان تو گھبرا گیا۔
سب ہی ان کے گرد جمع ہو گئے عنمہ متوحش زدہ سی ہو گئی وہ تو غصہ میں یہ تک بھول گئی تھی کہ بابا کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی۔
"تم...... تم...... تمہاری تو ایسی کی تیسی۔" آریان پر تو خون ہی سوار ہو گیا عنمہ کا بازو پکڑا اور تیزی سے باہر جانے لگا مگر چچا جان نے روک لیا۔
"چھوڑو اسے کیا کر رہے ہو۔"
"چچا جان بہت برداشت کر لیا ہے ہم سب نے یہ کیا سمجھتی ہے کہ بابا کی محبت اور ہماری محبت ڈرامہ ہے۔"
"آریان چھوڑو اس کا بازو۔" نحیف سی آواز میں بابا نے پکارا تھا، وہ انہیں دیکھنے لگا فائق فوراً ہی ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔

"بابا آپ۔" وہ غم زدہ سا ہو رہا تھا بابا کی حالت پر۔
"ڈجس۔" چچا جان نے ڈاکٹر کی موجودگی کا احساس دلایا تو آریان کو لب بھینچنے پڑے عنمہ مجرموں کی طرح ایک کونے میں کھڑی ہوئی سب ہی تفکر زدہ سے بابا کے اردگرد تھے، لمحوں میں خوشگوار سا ماحول وحشت زدہ سا لگنے لگا بابا کو ان کے کمرے میں حماد بھائی اور آریان ہی لے کے گئے تھے، ڈاکٹر نے بلڈ پریشر کی وجہ سے طبیعت بگڑنے کا جواز بتایا تھا دل کی تکلیف تو انہیں رہتی ہی تھی، وہ رات آریان بابا کے کمرے میں ہی رہا، عنمہ کو اب کسی پل قرار نہیں آ رہا تھا کیونکہ کسی نے بھی اس سے کوئی بھی اب تک تلخ بات نہ کی تھی، وہ ان سب کے اتنے نرم رویہ پر تحیر میں مبتلا تھی آریان سے اس کا سامنا ابھی تک نہ ہوا تھا۔

دوسرے دن عنمہ نے ہی گھر فون کر کے بابا کی طبیعت کا بتایا تو امی مونیا اور حمزہ کے ساتھ چلی آئی تھیں، عنمہ سب کے درمیان چپ چپ سی ہی تھی آریان کی کٹیلی اور گہری طنزیہ نگاہیں اس کی پیشانی عرق آلود کر رہی تھی رات کو کھانے کے بعد ہی بابا نے انہیں جانے دیا تھا عنمہ کچن میں تھی اور یہ تبدیلی ان کن تبدیلی صبیحہ بھابھی اور فاکہہ کو چونکا گئی تھی۔
"باقی کام میں کر لوں گی عنمہ تم صبح سے لگی ہو جاؤ کمرے میں۔" تائی امی اسے ڈھونڈتی ہوئی کچن میں ہی آ گئیں۔
"جی بس یہ برتن کیبنٹ میں لگانے ہیں۔" وہ اب انہیں کیسے بتاتی کہ آریان کا سامنا ہی تو کرنے کی ہمت نہیں تھی خود کو ندامت کی عمیق گہرائیوں کرتا محسوس کیا۔
"میں لگا لوں گی تم جاؤ۔" فاکہہ نے اسے زبردستی ہٹایا وہ بھی ان سب کو کن انکھیوں سے دیکھتی ہوئی باہر آ گئی قدم اس کے من من بھر کے ہو رہے تھے کل سے جو شرمندگی اس پر سوار تھی وہ کسی سے آنکھ بھی نہیں ملا پا رہی تھی نہ ہی کسی نے اسے بابا کی خرابی طبیعت کا الزام اس پر لگایا۔
کتنا وہ سب کو غلط ہی سمجھتی آ رہی تھی پاپا کی موت کا ذمہ دار وہ انہیں ٹھہراتی تھی جبکہ وہ تو اسے کچھ نہ کہتے تھے الٹا سب نے محبت ہی دی تھی اور پھر جہاں محبت و پیار ہو تو نفرت خود بخود اپنے گھٹنے ٹیک دیتی ہے یہی عنمہ کے ساتھ ہوا تھا جاتے وقت امی کی نصیحتیں کہ بابا کو وہ کوئی دکھ نہ دے وہ پہلے ہی اپنے بھائی کے غم میں دل کے مریض ہو گئے ہیں۔
کمرے میں قدم رکھا تو دیکھا وہ بیڈ پر لیٹا تھا اور موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا عنمہ نے خفیف سی ہو کے لب بھینچ لئے وہ جب تک بات کرتا رہا وہ کسمساتی رہی صبح سے وہ آئی بھی تو نہیں تھی جو ڈسٹنگ وغیرہ کر لی آریان کے میلے کپڑے ڈریسنگ روم میں رکھے کھڑکیوں کے پردے برابر کئے اور پھر وہ اسے منتظر نگاہوں سے دیکھنے لگی کہ شاید کوئی لفظ ہی وہ ادا کرے اور اسے بے نقط سنائے۔
"آئی ایم سوری۔" عنمہ نے ڈرتے ڈرتے لب کشائی کی، آریان نے ایسے چونک کر دیکھا کہ جیسے اس کی سماعتوں نے کچھ غلط ہی سن لیا ہو وہ اپنے نرم و نازک ہاتھوں کی مومی مخروطی انگلیوں کو مروڑتی ہوئی بیڈ کے سرے پر بیٹھ چکی تھی۔
"کس لئے۔" وہ انجان بنا۔
"وہ میں کل بابا سے بدتمیزی کر گئی تھی پھر ان کی طبیعت میری وجہ سے خراب ہوئی۔" وہ خود کو ندامت کی عمیق گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔
"نہ تمہاری سوری کی مجھے ضرورت ہے نہ

ہی میں یا اس گھر کا فرد ایسا ہے کہ بابا کی طبیعت خراب ہونے کا قصوروار تمہیں ٹھہرائیں کیونکہ جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے کوئی کسی کی وجہ سے نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ دنیا سے جاتا ہے۔" اتنا کھلا اور گہرا طنز عنمہ کو تو پسینے پسینے کر گیا جبکہ وہ تو شروع سے پاپا کا قصوروار ان سب کو ٹھہرائی ہے۔

"میں تو بس۔" وہ شرمندہ سے منمنائی۔

"بس کرو مزید کوئی صفائی نہیں دو مجھے سونا ہے ڈھیروں کام ہیں صبح، تمہاری طرح آرام طلب نہیں ہوں۔" پھر کٹیلا لہجہ اور طنز جانے کیوں اس لمحے آریان کا لب ولہجہ اور انداز عنمہ کو رلانے ہی لگا ورنہ کل تک تو وہ ایسی نہ تھی پھر یہ لمحوں میں کیا ہوا تھا کہ اس کا طنطنہ سارا کہیں دب گیا تھا جو نفرت کی آگ تھی وہ سب جیسے سرد پڑ گئی تھی وہ خود حیران تھی اپنی تبدیلی پر کہ یہ اسے کیا ہو گیا۔

عنمہ نے اگلے دن سب سے پہلے بابا سے معافی مانگی اور پھر گھر کے تمام ہی افراد سے سب نے خوشدلی سے اسے گلے ہی لگا لیا تھا اتنے پیارے رشتوں سے وہ منہ موڑے ہوئے تھی ساری بدگمانی دور ہو گئی تھی کیونکہ قسمت کے لکھے کو کوئی نہیں ٹال سکتا تھا۔

"تایا ابو آپ نے مجھے معاف کر دیا نا۔" جانے کیوں وہ اب تک بے یقینی کی سی کیفیت میں تھی بابا نے اس کا ہاتھ دبا کے یقین ہی دلایا۔

"پتہ ہے بالکل تم عادت ومزاج میں افسر کی طرح ہو وہ بھی ہر بات پر ایسے ہی بولتا تھا، انہیں اپنا چھوٹا بھائی یاد آیا تو دل میں ہوک سی ہی اٹھی انہیں گھر سے تو نکال دیا تھا مگر ان کا دل ویران ہو گیا تھا جسے اپنی اولاد کی طرح ہی تو پالا تھا۔"

"پاپا آپ سب کی باتیں کرتے تھے۔" عنمہ نے افسردگی سے بتایا۔

"مجھے پتہ ہے سب سے زیادہ آریان کی ہی کرتا ہوگا۔" آریان اسی وقت ان کے کمرے میں آیا تھا ان کی خیریت پوچھنے مگر وہاں وہ ان کے قریب ہی بیٹھی تھی کچھ نروس بھی ہوئی مگر وہ پر اعتماد سے انداز میں بابا کی ہی ایزی چیئر پر بیٹھ گیا۔

"یہ بچپن میں بہ افسر کا بہت دیوانہ تھا۔"

"بابا آپ نے دوائی وغیرہ لی۔" وہ اپنا موضوع بدلنے کو ہی گویا ہوا۔

"دوائی وغیرہ میری بیٹی پابندی سے دے رہی ہے۔"

"حیرت ہے بابا کل تک لوگ نفرت کرتے تھے اور آج وہ سب ان کی نفرت چلی کہاں گئی۔"

"آریان سوچ کر لفظ ادا کرو۔" بابا کو آریان کی بات ناگوار گزری تو سرزنش کیے بنا نہ رہ سکے۔

"جو سچ ہے وہ کہہ رہا ہوں۔" نگاہ عنمہ پر ٹکائی جو بلیو کاٹن کے پرنٹڈ کپڑوں میں لب کاٹتی جھٹکے سے ہی بیڈ سے اٹھی تھی۔

"اس نے معافی مانگ لی ہے ایک نادانی میں حرکت کرتی چلی آ رہی تھی اسے احساس ہو گیا ہے۔" بابا کو عنمہ کی حالت کا اندازہ ہو رہا تھا جو نگاہیں جھکائے لب کچل رہی تھی۔

"نادانی میں یہ نادانی نہیں بے وقوفی تھی۔" تیز لہجہ میں گویا ہوا، اسی وقت وہ اپنی تضحیک پر آنکھوں میں نمی لیے تیزی سے کمرے سے ہی نکل گئی اندر آتی تائی امی کی فہمائشی نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا مگر اندر جب آریان کو دیکھا تو سمجھ گئیں کیونکہ آریان کا سرد رویہ عنمہ کے ساتھ وہ نوٹ کر چکی تھیں اتنے میں آریان بھی کمرے سے نکل گیا۔

"اونہہ کتنا افسوس ہو رہا ہے تمہیں احساس کروا ایسے ہی تم نے ہم سب کا دل دکھایا ہے کچھ تو خراج وصول کروں گا کیا ہوتی ہے نفرت تمہیں بھی اندازہ ہو۔" وہ مسلسل عنمہ کو ہی سوچ رہا تھا جو ابھی تک کمرے میں نہیں آئی تھی۔

"عنمہ کہاں ہے؟" یکدم ہی سوچوں سے باہر نکلا تو وہ زیر لب بڑبڑایا فکر مند ہوتا وہ اپنے کمرے سے اس کی تلاش میں نکلا ڈرائنگ روم ہال کمرہ اسٹڈی روم ہر جگہ تلاش کر لیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔

"آخر یہ محترمہ گئی تو کہاں گئی۔" دونوں ہاتھ پشت پر رکھے وہ خود سے ہمکلام کوریڈور میں کھڑا تھا وہ گلاس ڈور کھول کے لان میں آیا دیکھا تو وہ پورچ کی سیڑھیوں پر بیٹھی سوں سوں کر رہی تھی۔

"ہوں تو محترمہ یہاں ہیں۔" وہ تیز لہجے میں گویا ہوا عنمہ اچھل ہی گئی مگر جب اسے دیکھا تو نخوت سے منہ ہی گھما لیا۔

"یہ اس وقت ادھر بیٹھنے کا کون سا ٹائم ہے۔" آریان کا انداز طنزیہ اور فہمائشی ہی تھا۔

"کیوں ادھر بھی بیٹھنے پر ٹائم ہوتے ہیں۔" وہ تنک ہی تو اندر تک ہی کر چکا تھا وہ اس کی محبت کو دکھاوا ہی سمجھ رہا تھا ظاہر ہے کل تک وہ ان سب کے خلوص کو بناوٹی سمجھتی تھی اور آج اس کے ساتھ بھی وہی کر رہا تھا آریان کی اتنی کھلی تضحیک دل کو چیر ہی گئی جو اس کا سب کچھ تھا وہ اسے جتا رہا تھا۔

"یہ جو تم احتجاج میں ادھر بیٹھی ہو کہ میں تمہیں منا لوں گا یہ بھول کے بھی مت سوچنا۔"

"مجھے آپ سے توقع بھی نہیں ہے اور نہ ہی میری ایسی خواہش ہے۔ مجھے منائیے لیکن مجھے جن لوگوں کو منانا تھا منا لیا ہے آپ کی مجھے ایسی خاص ضرورت بھی نہیں ہے۔" وہ بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر اس کے قریب سے تن فن کرتی گزر گئی آریان کو اس کے جلنے کڑھنے پر مزا آ رہا تھا وہ بھی اس کی تقلید میں اندر آ گیا تھا۔

عنمہ کمرے کی لائٹ آف کیے بیڈ پر کروٹ لیے لیٹی تھی اس نے نائٹ بلب کی ملگجی روشنی میں اس کی پشت دیکھی۔

"جب میری ضرورت نہیں ہے تو مجھے بھی ضرورت نہیں ہے تمہاری سنا تم نے۔" وہ بھی جلتی پر تیل کا کام کر کے اس کے قریب ہی دراز ہو چکا تھا عنمہ نے بھنا کے تکیہ اٹھایا اور کمرے سے ہی نکل گئی۔

"اونہہ سارے گھر والوں کو منا لیا اگر نہیں منایا تو مجھے، الٹا محترمہ غصہ دکھا رہی ہیں میں بھی آریان حسین ہوں تمہیں بھی میں نے نا مجبور کر دیا ہو۔" وہ بھی پوری رات بے چین ہی رہا تھا جس کی وجہ سے صبح وہ دیر تک پڑا سوتا رہا مگر فروا کے زور دار دروازے پر دستک دینے پر وہ اٹھا تھا۔

"آریان بھائی جلدی آیئے تایا ابو آپ کو بلا رہے ہیں۔"

"بابا!" ایک تو آنکھیں بمشکل کھول پایا تھا پھر اس پر مستزاد کہ بابا نے اسے طلب کر لیا تھا کلاک پر دیکھا تو نو بج رہے تھے۔

"اوہ دیر ہو گئی تم چلو میں آتا ہوں۔" فوراً ہی وہ تیاری میں لگ گیا عنمہ نے ایک بار بھی اندر آ کے نہیں جھانکا تھا وہ سمجھ گیا تھا رات کا غصہ ہنوز سوار ہے وہ تیار ہو کے کمرے سے نکلا بابا کے سامنے اس کی پیشی ہوئی سب ہی بڑے وہاں موجود تھے۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے اس سے۔" بابا کڑے تیوروں سے اسے گھور رہے تھے عنمہ سر جھکا کے امی کے ساتھ ہی بیٹھی تھی سب کی

ہمدردیاں حاصل کیے۔
"بابا میں نے....." وہ تو بوکھلاہٹ کا شکار ہوگیا۔
"عنمہ کو تم نے ڈانٹا ہے نا۔" وہ پھر گرجے۔
"بابا میں نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے۔" وہ روہانسہ ہوگیا۔
"یہاں سے اپنی شکل لے کے گم ہو جاؤ اگر تمہیں بیوی کی ضرورت نہیں ہے تو نہ ہو عنمہ اب تمہاری پابند نہیں ہے۔" انہوں نے ساتھ ہی اس پہ یہ واضح بھی کر دیا آریان کو اس وقت عنمہ پر اتنا غصہ تھا کہ دل کر رہا تھا کہ طمانچوں سے اس کا منہ لال کر دے مگر سوچ تو لیا تھا کہ دماغ تو ضرور درست کرے گا۔
"جب تک تم اس سے معافی نہیں مانگو گے اس وقت تک یہ تمہارے ساتھ نہیں رہے گی۔"
"اس کے تو اچھے بھی رہیں گے۔" آریان کو یہ اپنی انا کے منافی ہی لگا تو عنمہ کا بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑا اور گھسیٹتا ہوا لے گیا، حماد بھائی بھابھی تائی امی سب ہی دوڑے مگر وہ تو غصہ میں ایسا جنونی ہو گیا تھا کہ گاڑی میں بیٹھایا اور ریش ڈرائیونگ کرتا نکل گیا عنمہ وحشت زدہ سی دھک دھک کرتے دل کے ساتھ آنکھیں بند کرے اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

اس کا دل پتے کی مانند کانپ رہا تھا آریان کے چہرے کی سختی اسے اور خوف میں مبتلا کر رہی تھی وہ بے مقصد گاڑی ادھر سے ادھر ہی گھما رہا تھا عنمہ کو اندازہ تھا اس کے اندر کا انتشار تھا جو اسے ایسا کرنے پہ مجبور کر رہا تھا لیکن وہ آریان کو زچ نہیں کرنا چاہتی تھی مگر کل کی تضحیک پر وہ اتنا روئی تھی کہ تائی امی نے رات اسے ڈرائنگ روم میں دیکھ لیا تھا جس کی بناء پر ہی بات بابا تک پہنچ گئی تھی وہ ایسا بالکل نہیں چاہتی تھی کہ سب کے سامنے بابا اس سے باز پرس کریں۔
"آپ یہ کیا کر رہے ہیں گاڑی روکیے۔" عنمہ نے ڈرتے ڈرتے اس کے اسٹیئرنگ پہ رکھے مضبوط ہاتھوں پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا۔
"میں کیا کر رہا ہوں تم نے سوچا ہے تم کیا کر رہی ہو۔" اس نے فوراً جھٹکے سے گاڑی سائیڈ پہ روکی عنمہ سہم ہی گئی۔
"تم نے بابا سے ہماری پرسنل بات بتا دی کتنی بڑی بیوقوفی کی ہے تم نے سوچا ہے یہ۔"
"وہ میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا وہ تو تائی امی نے مجھے رات ڈرائنگ روم میں دیکھ لیا تھا۔" نگاہ جھکائے ندامت میں گھری وہ آہستگی سے ڈرتے لہجے میں بول رہی تھی آریان کی سحر انگیز نگاہ اس پر تھی جو ڈارک پرپل کاٹن کے کپڑوں میں چھوئی موئی سی ہی لگ رہی تھی۔
"کمرے سے نکل جانے کو میں نے تو نہیں کہا تھا تم کیوں گئیں۔"
"آپ نے اتنی بڑی بات بولی کہ میری آپ کو ضرورت نہیں ہے مجھے رونا نہیں آئے گا۔" گھنیری پلکوں کی جھالروں پر موتی آ گئے جو آریان نے غیر ارادی طور پر ہی اپنی انگلیوں کی پوروں میں وہ موتی چن لئے وہ تو بوکھلا ہی گئی جھٹ آنکھیں ہاتھوں کی پشت سے صاف کر لیں۔
"دیکھیں اگر آپ کے دل میں میرے لئے گنجائش نہیں ہے تو مجھے میری امی کے پاس چھوڑ دیں۔" کتنا کٹھن مرحلہ لگ رہا تھا آریان کا سامنا کرنا اور سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے کتنا سچ کہا تھا کہ وہ خود اس کی جانب بڑھے گی۔
"خود ہی سوال کرتی ہو اور جواب بھی اخذ کر لیتی ہو مجھے تمہاری یہی ادا بالکل نہیں بھاتی۔"

اس نے اسٹیئرنگ پر پھر مکہ مارا عنمہ جھینپ گئی۔
"آئی ایم سوری۔" اسے منانے کے لئے کچھ تو کرنا ہی تھا۔
"واہ سوری۔" آریان نے تمسخر اڑایا۔
"شروع سے تم نے مجھے تنگ کیا اور ضد باندھ لی کہ مجھ سے کبھی بنا کے نہیں رکھو گی۔"
"رکھنا تو چاہتی ہوں۔" شرمندگی میں ڈوبی وہ حیا سے نگاہ بھی نہیں ملا رہی تھی آریان اسے بغور ہی دیکھ رہا تھا۔
"کیا کہا پھر سے کہنا۔" جیسے سماعتوں پہ یقین نہ آیا۔
"یہی کہ کل تک آپ سب کو میں مجرم سمجھتی تھی مگر میں غلط تھی پاپا آپ سب کے دلوں میں اسی طرح زندہ ہیں جیسے پہلے تھے مگر جانے کیوں بابا کا غم اور افسردگی مجھے آپ سب سے بدظن کر گئی تھی لیکن پاپا نے کبھی بھی آپ لوگوں کو برا نہیں کہا۔" وہ بولتے بولتے بکھر رہی۔
"کیونکہ ہم برے ہی نہیں ہیں ہاں بس وقت و حالات نے تمہارے ذہن کو باغی بنا دیا تھا اس لئے تم چاچو کا بدلہ لینا چاہتی تھیں۔" آریان کا لب و لہجہ یکدم نرم ہو گیا اور پھر اسے اسی وقت کا تو انتظار تھا کہ عنمہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔
"عنمہ چاچو کی زندگی اتنی ہی تھی لیکن تم دیکھو آج چاچو کی روح خوش ہوگی کہ ان کی بیوی اور بچوں کو ان کے اپنے مل گئے ہیں۔"
"ہوں۔" یہ اعتراف اس نے دل سے ہی کیا۔
"پلیز مجھے معاف کر دیں میں آپ کے معیار پر اترنے کی پوری کوشش کروں گی بس مجھے ایک موقع دیں۔" وہ تھکی آواز میں گویا تھی۔
"وہ جو میرے اتنے اچھے مواقعے تھے ان کا کیا ہوگا۔" ایک دم ہی وہ ترنگ میں آ کے معنی خیز ہوگیا۔
"کون سے مواقعے۔" عنمہ جیسے سمجھی نہیں۔
"پھر چلو وہاں بتاؤں گا عملی طور پر کون سے مواقعے۔" بے باکی سے بولتا اس کی غازوں پہ جھولتی لٹ کو اپنی شہادت کی انگلی میں لپیٹا وہ جھینپ گئی آریان پر شوخیاں سوار ہو رہی تھیں اور وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی، اسی وقت گاڑی اسٹارٹ ہوئی تو عنمہ نے تشکر بھرا سانس لیا۔
"آفس تو ہو گیا گول کیونکہ کل سے ہم ہنی مون پر جا رہے ہیں۔"
"جی۔" وہ حیرانگی سے بولی۔
"جی وہ اس لئے کہ تمہیں ایک موقع دے کر دیکھ لوں کہ تم ہنی مون پر بور تو نہیں کرو گی۔" شرارت سے پر لہجے میں بولا عنمہ نے مارے حیا کے اسے دیکھا ہی نہ کیونکہ وہ حد سے زیادہ شوخ ہو رہا تھا۔
"سنو جا کے بابا کو ریلیکس تم کرنا خواہ مخواہ ڈانٹ پڑی ہے۔"
وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے موہنے سے مکھڑے کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا عنمہ نے شرمائے شرمائے انداز میں سر ہلا دیا وہ کتنی شانت ہو گئی تھی جنہیں وہ برا سمجھتی تھی آج وہ سب کتنے پیارے ہو گئے تھے آریان کے شانے سے سر ٹیک کر آنکھیں موند لیں۔

☆☆☆